مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف:

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین:

مولانا محمد عبد الاحد قادری

پیشکش: ابو نعمان رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد

اللہ وحدہ لاشریک کی ذات پاک کیلئے تمام تعریفیں ہیں جس نے کائنات کو سید ولد آدم ﷺ کی ولادت باسعادت سے شرف بخشا۔ جن کے ذریعہ اللہ کریم نے انبیاء کرام ومرسلین علیہم السلام، جمیع ملائکہ خاص کر کروبیین ومقربین کی سعادت کو مکمل فرمایا جن میں اس نے تمام ظاہری و باطنی کمالات جمع فرما دیئے جنہیں تمام کا امام بنایا، جنہیں تمام پر فضیلت عطا فرمائی اور جو دنیا وآخرت میں تمام کے مددگار ہیں۔ جن پر شریعت مطہرہ کا اختتام فرمایا جو واضح، روشن تر اور تغیر وتبدل وتحریف سے محفوظ ہے۔ اور اس وقت تک محفوظ ہے جب تک حضرت اسرافیل علیہ السلام صور نہیں پھونکتے (یعنی قیامت تک) پس آپ ﷺ کی شریعت تمام شریعتوں میں بہتر اور متوسط ہے۔ جیسا کہ آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر اور افضل ہے اور آپ کی کتاب قرآن کریم تمام نازل شدہ کتابوں کی جامع ہے اور ان سے ان گنت تفصیلی اور اجمالی کمالات کی وجہ سے فوقیت رکھتی ہے ایسا کیونکہ نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے عطا فرمانے پر احسان فرمایا اور آپ کی طرف اس کا پہنچنا وجہ فضل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کتاب قرآن کریم کی تعریف میں اور اس کی بعض شرح کی طرف یوں اشارہ فرماتا ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام)

ترجمہ: ”ہم نے کوئی چیز اس کتاب میں (ذکر کرنے سے) نہیں چھوڑی۔“

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے تقریباً ساٹھ ہزار معجزات بلکہ اس سے زیادہ پر یہ مشتمل ہے جیسا کہ اس بات کو وہ شخص جانتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب

کے علوم و مسالک پر مطلع فرمایا ہو۔ یہ کتاب اس کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے مختلف طریقوں پر بھی مشتمل ہے۔ آپ کے کمال اور قدر و منزلت کی بلندی اور عظیم الشان معاملہ پر سینکڑوں آیات گواہ ہیں۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن مدحیہ اور کمالات سے بھرپور الفاظ سے خطاب فرمایا۔ علاوہ ازیں بہت سی ایسی دیگر مباحث ذکر فرمائیں، جن کی حقیقت تک رسائی ناممکن ہے اور وہاں تک مخلوقات میں سے کسی کی رسائی محال ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اعزاز و اکرام:

کوئی بھی کامل شخص آپ ﷺ کے حقوق و کمالات تک نہیں پہنچ سکتا۔

❁ ایسے ہی اعلیٰ خطابات میں سے ایک خطاب یہ بھی ہے:

یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ○ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰھُمْ وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔ (الاحزاب)

ترجمہ: ''اے نبی محترم ﷺ! ہم نے آپ کو حاضر ناظر، خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا اور مومنوں کو آپ اس بات کی اچھی خبر دے دیں کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے اور تمہیں کافروں اور منافقوں کے پیچھے نہیں چلنا چاہیے اور ان کی تکلیف کو بھول جائیے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی کارسازی کافی ہے۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعزاز و اکرام عطا فرمایا کہ آپ کو تمام پیغمبروں پر گواہ بنایا۔ اس بات کا گواہ کہ انہوں نے اپنی اپنی امت کو وہ تمام احکام پہنچا دیئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنچانے کیلئے دیئے تھے اور یہ اس لیے کہ تمام پیغمبر

آپ ہی کے متبع اور خلیفہ ہیں۔ جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ یہ قول اشارہ کرتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ. (آل عمران)

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے چکوں پھر تمہارے پاس ایک عظیم الشان رسول یعنی سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائیں جو تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والے ہوں گے تو تم ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے؟ پوچھا: کیا تم نے اس کا اقرار کیا اور اس پر میرے ساتھ پختہ عہد کیا۔ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: پھر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ ایک گواہ ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ ''مقام اعظم'' ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پر اس قول ''فاشھدوا و انا معکم من الشاھدین'' پر ختم فرما دیا تاکہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ آپ ﷺ کا شرف مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے اور دیگر انبیاء کرام آپ کے لاحق ہیں۔

بعد میں ظہور کی حکمت:

نبی کریم ﷺ کا ظہور حسی اس کائنات میں سب سے بعد میں رکھا گیا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ ان کے مستدرک ہو جائیں اور ان کے فوت شدہ کمالات کے مکمل کرنے والے بنیں، ان تمام کے مجموعی فضائل و زیادات کے جامع ہوں۔ جیسا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کرتا ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ (سورۃ الانعام)

ترجمہ: ''وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی پس آپ ان کی

ہدایت کی اقتدا کریں۔''

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام میں سے ہر ایک جو کمالات، معجزات، ہدایات اور خصوصیات عطا ہوئیں وہ سب ان سے زیادہ مقدار میں آپ کو عطا کی گئیں اور آخرین کی فضیلت کے برابر یا اس سے کہیں زیادہ فضیلت آپ کو عطا فرمائی تا کہ آپ کا جلال واضح ہو اور اس سے ان لوگوں کے دل جلیں جو آپ کے دشمن اور بدخواہ ہیں اور اگر یہ تمام اوصاف وخصوصیات ومعجزات نہ بھی ہوتے صرف وہی کمالات وخوارق عادت ہوتے جو آپ کے حمل کے دران ظاہر ہوئے، اس سے کچھ قبل رونما ہوئے اور ولادت باسعادت کے وقت دیکھنے میں آئے اور آپ کی رضاعت کے زمانہ میں لوگوں نے دیکھے اور آپ کی تربیت کی زندگی میں منظرعام پر آئے تو بھی کافی تھے۔ جیسا کہ میں نے ان کمالات ومعجزات کو اپنی تصنیف میں جمع کر دیا ہے جس کا نام میں نے ''**النعمة الکبری علی العام......بمولد سید ولد آدم**'' رکھا ہے۔ اس کتاب میں میں نے ان کمالات وخوارق عادت واقعات کو جمع کیا جن کی اسانید کو سنن واحادیث کے ان آئمہ نے نقل کیا ہے جو حفظ و اتقان سے موصوف ہیں۔ جلالت وبرہان سے قدیم وجدید حضرات میں متصف ہیں۔ ایسی روایات جو من گھڑت ہونے سے سالم ہیں ملحدین اور مفترین کے الحاد وافتراء سے محفوظ ہیں۔ یہ روایات یا یہ کتاب ان کتابوں کی طرح نہیں جو لوگوں میں مروج ہیں اور میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی ہیں اران میں بہت سی روایات من گھڑت ہیں۔ گھڑے ہوئے جھوٹ ہیں لیکن میری اس کتاب میں طوالت اور بسط ہونے کی وجہ سے اس کا ایک ہی مجلس میں پڑھا جانا مشکل تھا۔ اس لیے میں نے اس کو مختصر کیا اور روایات کی اسناد کو میں نے حذف کر دیا اور میں نے اس سند پر اکتفا کیا جس کا کوئی متابع یا مددگار موجود ہو۔ یہ اس ارادے سے کیا تا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مدح خوانوں کیلئے آسانی ہو جائے اور اس ارادہ سے تا کہ آپ ﷺ کی کرامات، کمالات

اور خوبیاں معلوم ہو جائیں۔ جس کی وجہ سے ہم بھی آپ ﷺ کے چاہنے والوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ میں نے اپنی کتاب کا افتتاح ایک ایسی آیت مبارکہ سے کیا ہے جو مقصود کے مناسب ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے مولود شریف پر دلالت کرتی ہے وہ آیت کریمہ یہ ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌo فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبہ)

ترجمہ: ”یقیناً تمہارے پاس تم میں سے ہی ایسے عظیم الشان رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔ تمہارے بہت خیر خواہ ہیں۔ مومنوں کیلئے نہایت مہربان اور رحم دل ہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ اولین و آخرین کے سردار، ملائکہ مقربین کے آقا، تمام مخلوقات کے مولیٰ اور رب العالمین کے حبیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل، قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ سے مخصوص ہیں۔ تمام کائنات کی طرف آپ کو رسالت عامہ منصوص ہے جس میں انس و جن سابقین و لاحقین فرشتے بھی شامل ہیں۔ لواء الحمد کے مالک، حوض کوثر کے تقسیم کرنے والے اور مقام محمود پر متمکن آپ ہی ہیں۔ وہ مقام محمود جس میں آپ تشریف فرما ہوں گے اور اولین و آخرین آپ کی حمد کہیں گے۔ اس دن آپ جاہ و منزلت کے انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین محتاج ہوں گے۔ معجزات باہرہ کے مالک، کرامات ظاہراہ باطنہ اور حجت قویمہ مستقیمہ اور ان گنت فضائل اور بے شمار خصائص و شمائل کے مالک بھی آپ ہی ﷺ ہیں۔

مع اکثر لن تحیط بوصفه

و ابن الثریا من ید المتناول

تو جس قدر چاہے مبالغہ کرلے اور آپ کے اوصاف کو بکثرت بیان کرلیکن پھر بھی تو آپ کے وصف کا احاطہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ پکڑنے والے ہاتھ سے خواہ وہ کتنا ہی

لمبا اور آگے کیوں نہ بڑھ جائے ''ثریا'' تک اس کی رسائی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اللہ نے آپ کو مصطفیٰ ﷺ بنایا:

نبی کریم ﷺ ہی کی وہ ذات مبارکہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محبت اور خلت سے مصطفیٰ بنایا اور وہ قرب عطا فرمایا جو احاطہ، جہت اور منزلت سے پاک ہے اور معراج کے ساتھ آپ کو مخصوص فرمایا اور اس کے عجائبات پر آپ ہی کو مطلع فرمایا اور فضائل و کمالات سے آپ کو برگزیدہ فرمایا۔ بیت المقدس میں حضرات انبیاء کرام کے آتے اور جاتے وقت امامت سے نوازا تاکہ یہ بتایا جائے کہ آپ ہی ''سید الکل'' ہیں۔ آپ ہی تمام کے ابتداً و انتہاً مددگار رہیں۔

نبی کریم ﷺ کی خصوصیات:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کی امت کی شہادت جو انبیاء کرام کی امتوں کیلئے آپ کی امت کی شہادت جو انبیاء کرام کے حق میں ہوگی سے ممتاز فرمایا اور انبیاء کرام کی امتوں کیلئے آپ کی امت یہ گواہی دے گی کہ تمام پیغمبروں نے اے اللہ تیرے احکام ان تک پہنچا دیئے تھے اور اس بات سے بھی آپ ﷺ کو مخصوص فرمایا گیا کہ لواء الحمد، وسیلہ بشارت، ڈرسنانا، ہدایت، امامت اور عالمین کیلئے رحمت آپ ہی ہیں اور یہ بھی کہ آپ کو آپ کا پروردگار اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ آپ بارگاہ پروردگار میں عرض کریں گے: اے اللہ! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی آگ میں ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ کے آپ کے امتیوں کو جہنم سے نکال کر متقی اور نیک لوگوں کے سرداروں کے ساتھ ملا دے گا۔ آپ کو تمام نعمت سے مخصوص فرمایا تمام اقسام کی امداد آپ کے سپرد فرمائی۔ شرح صدر، رفع ذکر سے آپ کو ممتاز کیا چنانچہ جب اور جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہیں آپ کا بھی ذکر موجود ہے۔ مدد کی عزت اور ایک ماہ کے سفر کے برابر دور لوگوں پر آپ کا رعب فرشتوں کے ذریعہ آپ کی تائید، آپ اور آپ کی امت پر سکینہ

کا نزول، آپ کے سوال و دعوت کیلئے اور کوئی چیز نفع بخش نہ ہوگی، ان تمام خصوصیات سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص آپ کی حیات کی قسم اٹھائی۔ آپ کیلئے ڈوبا سورج لوٹا دیا۔ آپ کیلئے اعیان (مختلف اشیاء) کی حقیقت تبدیل کردی۔ ہر قسم کے آلام اور بیماریوں سے تندرست کرنے والے بنایا۔ مغیبات پر مطلع فرمایا حتی کہ غیب کی وہ باتیں بتادیں جو آپ کی امت میں قیامت تک رونما ہونے والی تھیں اور آپ کی ذات مقدسہ پر علی الدوام اللہ سبحانہ وتعالیٰ صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے اور اس کے ان گنت فرشتے اور آپ کی امت بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتی ہے۔ آپ کے امتی کا ہر مکان اور آپ کے دور کی ہر ساعت صلوٰۃ وسلام سے منور ہے اور جن لوگوں نے آپ کا وسیلہ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی بلکہ آپ کی اہل بیت، آپ کے خلفاء، آپ کی آل، آپ کے اصحاب اور ان کے تابعین ان میں سے کسی کا بھی وسیلہ پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے وسیلہ پکڑنے والے کی دعا قبول فرمالی اور یہ قبولیت کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی۔ ان مذکورہ خصوصیات کے علاوہ اور بھی ان گنت خصائص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخصوص فرمایا جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا جن کی انتہا نہیں۔ ان کا استیعاب اور احاطہ ناممکن ہے۔ یہ سب خصائص، سارے کمالات اور یہ تمام بزرگیاں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا، مولیٰ، ہمارے ماویٰ و ملجاء، ہمارے ھادی، ہمارے مددگار! ہمیں مکمل کرنے والے اور ہمارے ناصح جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا کیے جن کا نسب شریف یہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا نسب شریف:

ابوالقاسم محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر قریش کی یہاں انتہا ہوتی ہے اور بہت سے حضرات نے کہا کہ قریش کی انتہا ''فہر'' پر ہوتی

ہے، آگے نسب شریف یہ ہے۔

نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہاں تک آپ ﷺ کے نسب شریف پر اجماع و اتفاق ہے۔ اس سے آگے نسب شریف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، جو ایک دوسرے سے ملتے نہیں، لہٰذا ان میں غور و خوض مناسب نہیں کیونکہ اس بارے میں ایک حدیث میں ہے جسے صاحب مسند فردوس نے ذکر کیا ہے اور ''صحیح'' یہ ہے کہ یہ (حدیث نہیں بلکہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن آپ کا قول ہوتے ہوئے بھی اس کا حکم ''مرفوع'' کا حکم ہے۔ یعنی حدیث مرفوع ہوگئی۔ اس لیے کہ اس قسم کی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی وہ یہ ہے:

انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا بلغ فی النسب الی عدنان امسک و قال کذب النسابون قال تعالیٰ "و قرونا بین ذالک کثیرا"

حضور نبی کریم ﷺ جب اپنا نسب شریف بیان کرتے کرتے ''عدنان'' تک پہنچتے تو اس کے بعد آگے بتانے سے خاموش ہو جاتے اور فرماتے نسب بیان کرنے والے جھوٹ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے درمیان بہت قرن (صدیاں) ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس (عدنان) سے اگلے حضرات کا علم عطا کرنا چاہتا تو ضرور عطا کر دیتا۔

حقیقت محمدیہ کو نور سے ظاہر فرمایا:

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلیت سابقہ میں اپنے محبوب ﷺ کو ''سبق نبوت'' سے مشرف فرمایا۔ یہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کے ایجاد سے متعلق ہوا تو اس نے ''حقیقت محمدیہ'' کو ''محض نور'' سے ظاہر فرمایا اور یہ اس کے بعد موجود ہونے والی تمام کائنات سے پہلے ہوا، پھر اس ''حقیقت محمدیہ'' سے تمام عالم بنائے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ کی ''سبق نبوت'' سے آگاہ کیا اور آپ کو آپ کی ''عظیم رسالت'' کی خوشخبری سنائی۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب حضرت آدم

علیہ السلام کا وجود نہ تھا پھر آپ ﷺ سے تمام ارواح کے چشمے پھوٹے، پس ملا اعلیٰ میں تمام عالمین کا ''اصل ممد'' ظاہر ہوا۔

وجود مسعود کی تخلیق:

کعب احبار سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ایسی مٹی لائیں جو تمام زمین کا قلب (دل) ہو۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام امین فردوس اور رفیع اعلیٰ کے فرشتوں کے ساتھ زمین کی طرف اترے اور جہاں اب آپ ﷺ کی قبر انور ہے۔ اس جگہ سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی۔ اصل میں اس مٹی کا محل اور جگہ وہ تھی جہاں کعبہ شریف موجود ہے لیکن جب طوفان نوح آیا تو وہاں سے مٹی مدینہ منورہ آگئی۔ اس مٹھی بھر مٹی کو ''تسنیم'' کے پانی سے گوندھا گیا۔ پھر اسے جنت کی نہروں میں ڈبو دیا گیا، حتیٰ کہ ایک سفید موتی کی طرح ہوگئی پھر اس کو لے کر عرش و کرسی کے گرد فرشتوں نے طواف کیا۔ آسمانوں اور زمینوں کے چکر لگائے۔ دریاؤں اور سمندروں کے گرد چکر لگائے۔ پس فرشتوں نے اور تمام مخلوقات نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور پہچان سے بہت پہلے ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے عرش کے پردوں میں ''نور محمدی'' دیکھا اور آپ کا اسم گرامی ان پردوں پر لکھا دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا تھا تو آپ نے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ نبی تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ ان کا آسمانوں میں نام ''احمد'' اور زمین میں ''محمد'' ہے اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی میں آسمان، زمین پیدا کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے آپ کو وسیلہ بنا کر سوال کیا کہ اے اللہ! مجھے معاف فرما دے، تو ان کو معاف کر دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام ''مٹی'' تھے تو ان سے ہمارے پیغمبر ﷺ کو الگ کیا گیا اور نبوت عطا کی گئی پھر تمام انبیاء سے قبل آپ سے عہد لیا گیا پھر آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی میں

واپس رکھ دیا گیا پھر حضرت آدم علیہ السلام جو ابھی مٹی تھی اس میں روح پھونکی گئی۔ پھر ان سے ان کی اولاد نکالی گئی تا کہ ان سے ''میثاق'' لیا جائے پس ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ ہی مخلوق میں سے ''مقصود'' ہیں۔ ان کے عقد کا واسطہ بھی آپ ہی ہیں اور رسولوں کے رسول بھی آپ ہی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں گے لہذا آپ کی رسالت قیامت تک تمام مخلوق کیلئے عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن تمام پیغمبر آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

نور محمدی پیشانی آدم میں:

جب حضرت آدم علیہ السلام کا ظہور ہوا تو ہمارے آقا ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکا پھر حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں پسلی سے حضرت حواء پیدا کی گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو فرشتوں نے اسے روک دیا اور کہا کہ اس وقت تک ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں جب تک آپ حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں۔

ایک روایت میں تین مرتبہ اور دوسری روایت میں بیس مرتبہ مذکور ہے پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا اگر حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارنے سے اللہ تعالیٰ کا صرف یہ ارادہ ہو، تا کہ زمین پر وہ اپنے محبوب ﷺ کو موجود دیکھنا چاہتا ہے جن کے ظہور کا وقت اس آخری اور بہترین امت میں ہوا تو اتنا ہی کافی تھا۔

نور مصطفیٰ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبدالمطلب تک:

بہر حال حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت حوا کے بطن سے چالیس بچے پیدا ہوئے۔ ہر مرتبہ دو بچے ہوتے جن میں ایک مذکر اور دوسرا مونث ہوتا۔ صرف حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے، ان کی اکیلے پیدائش یہ بتانے کیلئے تھی کہ یہی اپنے والد محترم حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت و علم کے وارث ہیں۔ اسی لیے ''نور محمدی'' ان کی طرف منتقل ہوا پھر حضرت شیث علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وہی وصیت کی جو حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں کی تھی۔ وہ یہ کہ اس نور کو صرف انہی عورتوں میں رکھنا جو پاکیزہ ہوں پھر یہی وصیت لگاتار آگے چلتی رہی حتی

کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا دور آ گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نسب شریف کو جاہلیت کی قباحتوں سے پاک رکھا اور جاہلیت کے اثرات سے محفوظ رکھا۔

نور کی برکت سے ابرہہ ہلاک:

یہ ''نور محمدی'' حضور نبی کریم ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب کی پیشانی پر خوب چمکا۔ اس کی برکت سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جب ''اصحاب فیل'' نے مکہ شریف پر حملہ کرنے اور اسے برباد کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ کے حمل کا وقت قریب آن پہنچا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں پر ابابیل پرندے بھیجے جو سمندر کی طرف سے آئے تھے، ان پرندوں نے مکہ شریف پہنچنے سے قبل ہی ان کو ہلاک کر دیا۔ صرف ایک ہی ان میں سے باقی بچا تاکہ وہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور کی کرامت اور ارہاص کے بارے میں بتائیے۔

نور محمدی حضرت عبداللہ کی پیشانی میں:

پھر یہی ''نور'' حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی پیشانی میں رکھا۔ آپ کے والد گرامی وہ ''ذبیح'' ہیں جن کے ذبح کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے ''فدیہ'' قبول فرمایا۔ ہوا یوں کہ ان کے والد حضرت عبدالمطلب نے اپنی نذر پوری کرنے کیلئے ان کو ذبح کرنے کا پروگرام بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں زمزم کے کنوئیں کا راستہ بتایا کیونکہ وہ بے نشان ہو گیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ''نور محمدی'' کی برکت سے انہیں ذبح سے بچا لیا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف بذریعہ الہام یہ پیغام پہنچایا کہ ان کی قربانی کے بدلہ وہ ایک سو اونٹ ذبح کریں جب ان کا فدیہ ادا کر دیا گیا تو ایک عورت نے ان کا وہ نور دیکھا۔ اس نے اپنے آپ کو ان کی زوجیت کیلئے پیش کیا اور وہ سو اونٹ بھی دینے کا وعدہ کیا جو آپ نے فدیہ میں ذبح کیے گئے تھے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس پیشکش کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ وہ اس بارے میں اپنے والد سے مشورہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی:

اس کے بعد آپ کے والد محترم آپ کو ساتھ لے کر وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس تشریف لے گئے جو اس وقت بنو زہرۃ قبیلہ کے سردار اور سب سے زیادہ شریف شخصیت تھے۔ اس نے اسی وقت اپنی بیٹی آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کردی جو قریش میں افضل ترین عورت تھیں۔ شادی کے بعد ہم بستری ہوئی تو فوری طور پر سیدہ آمنہ ''سید الخلق'' ﷺ سے حاملہ ہوگئیں۔ اس وقت وہ ''نور عظیم'' حضرت عبداللہ سے جدا ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے پہلے پیشکش کرنے والی عورت کی طرف پیغام بھیجا لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ نور جس کو میں اپنی گود میں منتقل کرنے کی امید لگائے بیٹھی تھی، اب وہ تم سے الگ ہو گیا ہے اس لیے میں اب تمہاری پیشکش قبول نہیں کرتی۔

رحم مادر میں جلوہ گری اور آسمانوں سے ندا:

✿ جس رات آپ ﷺ اپنی والدہ کے رحم میں جلوہ فرما ہوئے وہ جمعۃ المبارک کی رات تھی رجب المرجب کا مہینہ تھا۔ اس رات آسمانوں اور زمینوں میں یہ ندا کی گئی:

انه النور المكنون الذى منه محمد ﷺ يستقر الليلة فى بطن آمنة و يخرج للناس بشيرا و نذرا

جس مخفی نور سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنائے گئے وہ نور آج رات آمنہ کے پیٹ میں جلوہ فرما ہو گیا اور لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بن کر تشریف لائے گا۔

جنت کا دروازہ کھلنا اور قریش کے جانوروں کا کلام کرنا:

جنت کے دربان ''رضوان'' کو حکم دیا گیا کہ وہ ''جنت'' کا دروازہ کھول دے۔ اس رات ہر چار پائے نے قریش سے کلام کرتے ہوئے بتایا کہ آج کی رات وہ مبارک رات ہے جس میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں۔ رب کعبہ کی قسم! آپ دنیا کے امام اور اہل دنیا کے چراغ ہیں۔

سمندری مخلوق نے آمد پر مبارکباد دی:

دنیا کے ہر ایک موجودہ بادشاہ کا تخت اس رات کی صبح کو الٹا پڑا ہوا دیکھا گیا اور ہر بادشاہ اس دن گونگا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے کوئی بات نہ کر سکا۔ مشرق کے وحشی جانور مغرب کے وحشی جانوروں کی طرف خوشخبری دینے کیلئے دوڑے۔ اسی طرح دریاؤں اور سمندروں میں رہنے والی مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو آپ ﷺ کی آمد کی مبارک دی۔

حضرت آمنہ کو بشارت اور نام "محمد" (ﷺ) رکھنے کا حکم:

❂ آپ کی والدہ ماجدہ نے نینداور بیداری کی درمیانی حالت میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: **اشعرت انک حملت بسید ھذہ الامۃ و نبیھا ﷺ**

کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کے آقا و سردار اور پیغمبر ﷺ تمہارے شکم میں جلوہ فرما چکے ہیں؟

آپ کی والدہ نے بارہا دیکھا کہ ان (والدہ) سے ایک نور ظاہر ہوا جس کیلئے مشرق و مغرب چمک اٹھے

جب آپ ﷺ کو شکم آمنہ رضی اللہ عنہا میں تشریف رکھے چھ ماہ گزر گئے تو سیدہ آمنہ کے پاس خواب میں ایک آنے والا آیا۔ اس نے انہیں اپنے پاؤں سے معمولی سی ٹھوکر لگا کر بتایا کہ تم سید العالمین ﷺ کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہو اور ان کا اسم گرامی تم نے "محمد" رکھنا ہے اور ان کے بارے میں کسی کو مطلع نہیں کرنا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا بہت بوجھ محسوس کیا لیکن روایات مشہورہ میں ہے کہ دورانِ حمل سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو آپ کا کوئی بوجھ محسوس نہ ہوا۔ دونوں قسم کی روایات کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ جن میں بوجھ محسوس ہونے کی بات ہے اس سے مراد حمل کے ابتدائی ایام میں ایسا ہوتا ہے اور جن میں نفی ہے ان سے مراد حمل کے آخری دنوں میں ہے تا کہ عام حمل اور حاملہ عورت کی دوران

حمل عادت کے خلاف اسے قرار دیا جائے جس سے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کے تمام امور خارق عادت (خلاف عادت) تھے۔ اس طرح روایت میں آیا ہے حضور کی ولادت باسعادت حضرت آمنہ کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا واقعہ تھا۔

بعض میں ہے کہ پہلا واقعہ نہیں۔ مطلب یہ کہ آپ کی پیدائش سے قبل حضرت آمنہ نے کسی بچے کو جنم نہیں دیا تھا۔ ان دونوں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ جس میں پہلے بھی بچہ جننے کی بات ہے اس سے مراد ناتمام بچہ پیدا ہوگا اور جن میں نفی ہے ان سے مراد مکمل بچے کی ولادت ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال:

ایک روایت میں ہے جو مشہور ترین روایت ہے کہ آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال آپ کے حمل کے دوران ہی ہوگیا تھا۔ یہی اکابر حضرات کا مؤقف ہے۔

ولادت مبارک اور عجائبات ولادت:

ایک روایت میں ہے کہ آپ نو ماہ سے زیادہ والدہ کے شکم میں رہے لیکن اسکے خلاف (یعنی پورے نو ماہ رہنا) زیادہ صحیح ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے دوران حمل ایسی بہت سی باتیں دیکھیں، جو آپ کی اعلیٰ قدر و منزلت پر دلالت کرتی تھیں۔ ایسی باتیں اور ایسی کرامات کا ذکر متواترہ ملتا ہے۔ عجیب و غریب نشانیاں دیکھیں۔ یہ سلسلہ مدت حمل مکمل ہونے تک جاری رہا اور اس نور پاک سے موجودات کے چمک حاصل کرنے تک رہا پھر وہی کیفیت آن پہنچی جو ولادت کے وقت عورتوں پر ہوا کرتی ہے۔ اس تکلیف کا کسی کو علم نہ تھا۔ اس وقت سیدہ آمنہ نے ایک ڈرانے والی آواز سنی پھر کیا دیکھتی ہیں کہ ایک سفید رنگ کے پرندے نے اپنے پروں کو آپ کے دل پر پھیرا پس آپ کا خوف جاتا رہا پھر دیکھا تو ایک سفید رنگ کا برتن نظر آیا جس میں دودھ تھا۔ آپکو پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ آپ نے وہ نوش فرما لیا، پھر سیدہ آمنہ نے کھجور کی مانند لمبی پتلی دراز قد عورتیں دیکھیں۔ انہیں دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں۔ انہوں نے آپ کو بتایا

کہ ہمارا نام آسیہ اور مریم ہے اور یہ ہمارے ساتھ ''حورالعین'' ہیں پھر درد بڑھ گیا اور آپ نے دوبارہ وہی ڈراؤنی آواز سنی۔ دیکھا تو ایک سفید رنگ کا ریشم زمین و آسمان کے درمیان بچھایا گیا ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: اسے لوگوں کی نظروں سے چھپا لو۔ سیدہ آمنہ نے ہوا میں کچھ مرد کھڑے دیکھے۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کٹورے ہیں۔ ان سے قطرے ٹپک رہے ہیں جو مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار ہیں۔ آپ نے پرندوں کا ایک غول دیکھا جو آپ کی طرف بڑھا۔ حتی کہ انہوں نے آپ کے حجرہ کو ڈھانپ لیا، ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ اس وقت سیدہ آمنہ نے زمین کا چپہ چپہ دیکھا، انہیں تین جھنڈے دکھائی دیئے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا تھا۔ آپ کو دردزہ ہوا تکلیف سخت تھی۔ اس وقت آپ گویا ان عورتوں کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھیں۔ ان کی کافی تعداد تھی گویا وہ گھر کی عورتیں تھیں، اب سیدہ آمنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو جنم دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت رات کے وقت ہوئی لیکن ایک روایت کے مطابق دن کو ہوئی۔ ان دونوں روایات میں مخالفت نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ ولادت باسعادت صبح کے فوراً بعد ہوئی ہو۔ (لہٰذا رات بھی من وجہ تھی اور صبح بھی)

مشرق و مغرب روشن:

نبی کریم ﷺ ان کمالات سے موصوف پیدا ہوئے جو آپ کے عظیم کمال کے لائق تھے اور اعلیٰ سیادت کیلئے ضروری تھے۔ ان اوصاف میں سے چند یہ ہیں: آپ کی ولادت کے ساتھ نہ کوئی خون نکلا اور نہ ہی کسی اور قسم کی گندگی آپ کے ساتھ باہر آئی۔ بوقت ولادت ایک نور دیکھنے میں آیا جس نے کمرے اور مکان کو منور کر دیا تھا۔ ستارے جھک کر قریب ہو گئے حتی کہ وہاں موجود لوگوں نے سمجھا کہ شاید ان پر ستارے گر پڑیں گے۔ آپ کی دایہ نے کسی کہنے والے سے سنا: یرحمک اللہ، پھر ایک نور بلند ہوا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان تمام جگہ روشن ہوگئی، اور آپ دنیا میں

تشریف لائے تو دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کے بل تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی نظر پاک آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ زمین پر تھے اور سر انور آسمان کی طرف بلند تھا جب آپ اپنی والدہ سے الگ ہوئے تو آپ کی والدہ سے ایک نور نکلا۔

شام کے محلات چمک اٹھنے کی وجہ:

ایک روایت کے مطابق ''شعلہ'' نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی۔ خاص کر شام اور اس کے محلات چمک اٹھے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ بنفسہ وہاں تشریف لے جائیں گے اور ''اسراء'' اسی طرف ہوگا۔ پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف تشریف لے جائیں گے اور اس طرف بھی اشارہ تھا کہ شام آپ کا ''دار الملک'' ہوگا۔ جیسا کہ ایک اثر میں وارد ہے اور یہ کہ شام وہ علاقہ ہے جس کی طرف حضرات انبیاء کرام ہجرت فرمائیں گے۔ وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ یہی حشر ونشر کی زمین ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

علیکم بالشام فانها خیرة الله من ارضه یجتبی الیها خیرته من عباده

ترجمہ: ''ملک شام کو ضرور جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین سے بہترین حصہ ہیں۔ اس کیلئے اس کے بندوں میں سے بہترین بندے چنے جائیں گے۔''

نبی کریم ﷺ زمین کے مالک و بادشاہ ہیں:

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اپنے ہاتھ زمین پہ ٹکا دیئے پھر مٹی کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر انور بلند کیا۔ مٹی کا مٹھی بھرنا اس طرف اشارہ تھا کہ آپ ہی زمین کے مالک و بادشاہ ہیں اور آپ اس کی مٹھی کو دشمنان خدا پر پھینکیں گے جس سے وہ شکست کھا جائیں گے پھر غزوہ بدر اور حنین میں ایسے ہی ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مٹی کی مٹھی بھری اسے دشمن کی طرف پھینکا تو

ان میں سے ہر ایک تک وہ پہنچی۔ (ان کی آنکھوں میں جا پڑی) جس سے وہ ذلیل ہو کر شکست کھا کر بھاگ گئے۔

ولادت کے بعد سجدہ کیا:

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھٹنوں کے بل باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے پھر آپ نے مٹی کی مٹھی بھری اور سجدہ کرنے جھک گئے۔

روایت میں آیا ہے کہ آپ کو بوقت ولادت عام پیدا ہونے والے بچوں کی طرح پتھر کی ہانڈی کے نیچے رکھا گیا جو اس دور کی عادت تھی تو آپ کی وجہ سے وہ پتھر کی ہانڈی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فوراً آنکھ کھولی اور آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

مشرق و مغرب تک سیر کراؤ:

آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے تو اس سے دودھ نکلتا تھا۔ سفید بادل آسمان سے نازل ہوا جو آپ کو آپ کی والدہ کی نظروں سے تھوڑے وقت کیلئے دور لے گیا پھر آپ کی والدہ نے کسی کہنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

طوفوا بمحمد مشارق الارض و مغاربها وادخلوه، فی البحار کلها لیعرفه جمیع من بها باسمه و نعته و یعرفوا برکته

حضور نبی کریم ﷺ کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے کر پھرو اور انہیں دریاؤں سمندروں میں لے کر جاؤ تاکہ وہاں کی مخلوق آپ کے اسم، نعت اور صفت سے واقف ہو جائیں اور آپ کی برکت کا انہیں عرفان ہو جائے۔ اس کے بعد وہ سفید بادل آپ سے ہٹ گیا۔ اس وقت آپ اون کے سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ آپ کے جسم اطہر کے نیچے سبز رنگ کا ریشمی کپڑا تھا اور آپ نے اپنے دست اقدس میں سفید موتی کی بنی تین کنجیاں پکڑ رکھی تھیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مدد، ذکر اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد پہلے سے بڑا

ایک اور بادل دیکھا جس میں سے انہیں گھوڑے کے ہنہنانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور پروں کے پھڑ پھڑانے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ اس کے علاوہ کچھ مردوں کی گفتگو بھی سنائی دے رہی تھی حتی کہ آپ بے ہوش ہو گئیں۔ ان کے بے ہوشی کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کو غائب کر دیا گیا اور اس مرتبہ آپ پہلی مرتبہ کی بہ نسبت زیادہ دیر تک غائب رہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کسی کہنے والے کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا:

طوفوا بمحمد جمیع الارضین و علی النبیین و الجن والانس و الملائکۃ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام زمینوں، پیغمبروں، جن و انس اور فرشتوں پر پھراؤ پھر بادل ہٹ گیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ سبز رنگ کے ریشم پر ہیں جو مضبوطی سے آپ پر لپیٹا گیا ہے۔ اس سے میٹھا پانی نکل رہا ہے اور ایک کہنے والا یہ کہہ رہا ہے: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تمام دنیا پر قبضہ کر لیا۔ زمین کی کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضہ میں اپنی خوشی سے نہ آئی ہو۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم القادر علی مایرید

اس کے بعد آپ کو تین فرشتوں نے ڈھانپ لیا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا پیالہ تھا۔ دوسرے نے زمرد کا تھال اٹھا رکھا تھا اور تیسرے کے پاس سفید ریشم تھا۔ اس نے اسے بچھایا جس سے ایسی انگوٹھی نکلی جسے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ پھر آپ کو اس پیالہ کے پانی سے سات مرتبہ غسل دیا گیا پھر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان اس انگوٹھی سے مہر لگائی گئی اور ریشم میں لپیٹ کر فرشتہ نے اٹھا لیا اور اپنے پروں میں کچھ دیر کیلئے چھپایا پھر واپس رکھ دیا۔

اس روایت، ایک اور روایت میں کوئی تعارض نہیں جس میں یہ آیا ہے کہ آپ مہر لگے پیدا ہوئے تھے اور نہ ہی اس روایت سے تعارض ہے جس میں آیا ہے کہ آپ کو مہر اس وقت لگائی گئی تھی جب آپ کا سینہ چاک کیا گیا تھا آپ اس وقت حضرت حلیمہ کے ہاں تھے۔ اس لیے کہ کئی مرتبہ مہر لگانے میں کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ بار بار مہر لگانے سے آپ کی تعظیم،

توقیر اور کرامت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ جس قدر بھی زیادہ ہو قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

ایوان کسریٰ میں زلزلہ:

یہودی اور عیسائی علماء کی ایک جماعت نے آپ کی ولادت باسعادت سے قبل شب ولادت کی خبر دی اور ان تمام نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بنی اسرائیل کے ملک کا خاتمہ ہو جائے گا ان میں سے بعض آپ پر ایمان بھی لائے۔ ولادت باسعادت کی رات کسریٰ کا ایوان لرز اٹھا جس سے زیادہ مضبوط اور کوئی عمارت نہ تھی۔ اس میں دراڑیں پڑ گئیں اور اس کے چودہ کنگرے (چھوٹے چھوٹے مینار) گر پڑے جو اس طرف اشارہ تھا کہ کسریٰ کے حکمرانوں میں سے چودہ آئیں گے پھر تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ان میں سے آخری حکمران نے حکومت کی اور پھر یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس رات ایران کی آگ بجھ گئی۔ جس کی اہل ایران عبادت کیا کرتے تھے اور اس سے قبل دو ہزار سال تک وہ نہ بجھی تھی بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ اس کی آگ زیادہ ہوتی رہی۔ دن رات متواتر جلتی تھی۔ اس رات کسی ایرانی کی بہت کوشش کرنے کے باوجود اس کا معمولی سا حصہ بھی نہ جل سکا۔ بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا جس میں کشتیاں چلا کرتی تھیں۔ شب ولادت میں اس میں قطرہ بھی باقی نہ رہا۔ اس کی جگہ ایک شہر بعد میں تعمیر کیا گیا جسے ''ساوہ'' کہتے ہیں۔

شیطان کا رونا:

اس رات ان شیاطین کو دور پھینک دیا گیا جو آسمان پر جا کر باتیں چرایا کرتے تھے۔ ان پر شہاب برسائے گئے پھر دوبارہ ان کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکی۔ جس کی وجہ سے ابلیس لعین آسمانی خبروں سے محروم ہو گیا اور اس پر بہت رویا۔ جیسا اس وقت رویا تھا جب اس پر لعنت کی گئی تھی اور جب اسے جنت سے نکالا گیا تھا ان اوقات کے علاوہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی اور جب آپ پر سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تب وہ خوب رویا تھا۔

مختون شدہ پیدا ہوئے:

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ ختنہ شدہ اور کٹی ہوئی ناف کی حالت میں پیدا ہوئے۔

اسم گرامی محمد (ﷺ) رکھنے کے اسباب:

حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ''محمد'' (ﷺ) رکھنے کے اسباب میں جو آپ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا ایک سبب یہ بھی ہے جس کی یوں روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے دیکھا کہ گویا سونے کی زنجیر ان کی پشت سے نکالی گئی ہے جس کی ایک طرف آسمان میں اور دوسری زمین پر تھی ایک طرف مشرق اور ایک مغرب میں تھی وہ پھر سکڑ گئی اور ایک درخت کی مانند ہوگئی جس کے ہر پتہ پر ''نور'' تھا اور پھر دیکھا کہ تمام مشرق و مغرب والے اس سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اس خواب کی یہ تعبیر بتائی گئی کہ تمہاری پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کی اتباع مشرق و مغرب بھی کریں گے اور زمین و آسمان والے اس کی ''حمد و نعت'' کہیں گے۔ اس وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کا اسم گرامی ''محمد'' رکھا۔

تاریخ ولادت:

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کون سے مہینہ میں ہوئی؟ اس میں اختلاف ہے کہ تاریخ کیا تھی؟ اس بارے میں چند اقوال موجود ہیں لیکن اس بات پر تمام متفق ہیں کہ آپ کی ولادت باسعادت کا دن ''پیر'' ہے۔ اور مشہور قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کا مہینہ ''ربیع الاوّل'' ہے اور تاریخ آٹھ تھی اور جائے پیدائش کے بارے میں درست اور صحیح یہ ہے کہ آپ مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ کسی اور مقام کو آپ کی پیدائش گاہ قرار دینا جائز نہیں اور مکہ شریف میں آپ کی ولادت باسعادت جس جگہ ہوئی۔ اسے ''سوق اللیل'' کہا جاتا تھا۔ اب وہاں مسجد تعمیر ہو چکی ہے جسے رشید کی والدہ خیزران نے وقف کر دیا تھا۔ (لیکن اب صرف اپنے آپ اور اپنی ہاں میں ہاں ملانے والوں کو

مسلمان سمجھنے والے ''سعودی نجدیوں'' نے اس جگہ ''لائبریری'' بنائی ہوئی ہے۔)

ابولہب کے عذاب میں تخفیف:

حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی عورت کا نام ''ثوبیہ'' ہے جو آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی تھی۔ اس نے اسے اس وقت آزاد کر دیا تھا جس وقت اس نے آ کر یہ خوشخبری دی تھی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس خوشی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی ہر سوموار کی رات اس کا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ یہ صلہ اسے اس بات کا دیا گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی ولادت کی خبر سن کر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے ہی ایک اور چچا ابوطالب کا عذاب بہت ہلکا کر دیا گیا ہے کیونکہ اس نے آپ کی بچپن میں تربیت کی تھی۔ اس تربیت کا یہ صلہ دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابولہب نے اپنی لونڈی ''ثوبیہ'' کو خوشخبری دینے پر آزاد نہیں کیا تھا بلکہ ان کی آزادی ہجرت کے بعد ہوئی تھی۔ اس صورت میں ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کے حکم سے ''ثوبیہ'' نے حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا جس کا صلہ اسے ''تخفیف عذاب'' کی صورت میں دیا گیا۔

حضرت حلیمہ کا پرورش کرنا:

ان کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ بعد میں جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو حضور نبی کریم ﷺ ان کیلئے اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے۔ یونہی ان کے خاوند ''سعدی'' اور ان کی بیٹی ''شیماء'' کی آمد کے وقت بھی آپ چادر بچھا دیا کرتے تھے کیونکہ ''شیما'' نے اپنی والدہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی تربیت میں کافی ہاتھ بٹایا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے دودھ پلانے کے قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ اپنی قوم کی عورتوں کے ساتھ مکہ کی طرف آئیں اور ہر ایک کی تمنا تھی کہ اسے مکہ سے کسی امیر کا بچہ دودھ پلانے کیلئے مل

جائے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو یتیم ہونے کی وجہ سے قبول کرنے پر کوئی عورت تیار نہ ہوئی۔ صرف حضرت حلیمہ نے آپ کو دودھ پلانے کی حامی بھری، وہ بھی پہلے چھوڑ کر کوئی اور بچہ تلاش کرنے لگی تھیں۔ لیکن اور کوئی نہ ملا تو آپ کے در اقدس پر آ گئیں۔ آپ کو دیکھا کہ آپ سفید رنگ کے اون کے کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں جس سے مشک کی سی خوشبو آ رہی ہے اور آپ کے نیچے سبز رنگ کا ریشم بچھا ہوا ہے۔ آپ اپنی پشت کے بل لیٹے ہوئے ہیں اور ڈھانپے ہوئے ہیں۔ آپ کو جگانے سے ذرا ہیبت محسوس کی پھر حلیمہ نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ پر رکھا، آپ اس پر ہنس پڑے۔ آنکھیں کھولیں جن سے نور نکلا حتی کہ وہ نور آسمانوں کے اندر چلا گیا۔ سیدہ حلیمہ نے آپ کو چوما اور اپنا دایاں دودھ پینے کیلئے پیش کیا آپ نے اس سے پیا، پھر آپ کو بائیں جانب کا دودھ پلانے کیلئے بائیں طرف کیا تو آپ نے دودھ پینے سے انکار کر دیا گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف الہام کیا کہ ''عدل'' کا تقاضا یہی ہے کہ آپ صرف دائیں جانب کا دودھ پئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ آپ کے ساتھ ایک اور بچہ بھی ہے جو دودھ پینے میں آپ کا ساتھی ہے اور وہ حضرت حلیمہ کا اپنا بیٹا تھا تو آپ نے بایاں دودھ اپنے بھائی کیلئے چھوڑ دیا، اس وقت حضرت حلیمہ اور ان کی اونٹنی کو بہت پیاس لگی ہوئی تھی اور بہت کمزور تھی اور کمزوری کی وجہ سے حضرت حلیمہ کے ہاں دودھ بھی تھوڑا تھا لیکن جونہی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو گود میں لیا اور اپنا دودھ آپ کو پیش کیا تو اس قدر وافر مقدار میں دودھ آ گیا جسے آپ نے اور آپ کے بھائی نے خوب سیر ہو کر نوش فرمایا۔ ادھر ان کی اونٹنی کو دوہا گیا تو اس رات اس نے اتنا دودھ دیا جس سے تمام اہل خانہ خوب سیر ہو گئے جب صبح ہوئی تو حضرت حلیمہ نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو بلایا اور رخصت مانگی۔ سیدہ آمنہ نے آپ کو الوداع کہا۔

حلیمہ کی اونٹنی نے کعبہ کو سجدہ کیا:

حضرت حلیمہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئیں اور آپ حضرت حلیمہ کے سامنے تھے، حلیمہ کیا

دیکھتی ہیں کہ اونٹنی نے کعبہ کی جانب تین مرتبہ جھک کر سجدہ کیا اور آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا۔

اونٹنی میں نئی طاقت اور گفتگو کرنا:

جب حضرت حلیمہ اپنی قوم کے ساتھ مکہ سے باہر نکلیں تو ان کی اونٹنی سب سے آگے چلنے لگی، حالانکہ اس سے قبل اس کی حالت یہ تھی کہ بیٹھی تو اٹھ نہ سکتی تھی۔ عورتوں نے کہا: یہ اونٹنی وہ نہیں جو تمہارے پاس پہلے تھی، جب انہوں نے غور سے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو بالکل وہی پہلے والی اونٹنی ہے تو کہنے لگیں: اس کی واقعی شان ہے۔ خود حضرت حلیمہ سنتی تھیں کہ اونٹنی یہ کہہ رہی ہے یقیناً میری شان ہے، میری عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موت کے بعد زندگی بخشی کاش تم جانتیں کہ میرے اوپر کون تشریف فرما ہیں۔ وہ ہیں جو تمام پیغمبروں سے بہتر اور اولین و آخرین کے سردار ہیں۔

حضرت حلیمہ کے گھر برکتوں کا نزول:

جب یہ عورتیں اپنی اپنی منزلوں پر پہنچیں تو ان دنوں زمین خشک ہو چکی تھی، (کیونکہ کافی عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی) لیکن اس کے باوجود حضرت حلیمہ کی بکریاں جب چر کر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے اور دوسروں کی بکریوں کے تھنوں میں دودھ کا قطرہ تک نہ ہوتا حالانکہ سبھی ایک ہی جگہ چرتیں۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کے سیدہ حلیمہ کے پاس دو سال گزرے، تو وہ آپ کو آپ کی والدہ کے پاس واپس لائیں اور کافی دن یہیں قیام کیا پھر جب واپس ہوئیں تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے آئیں، اس مرتبہ آپ ﷺ نے ان کے ہاں دو ماہ قیام کیا۔

شق صدر:

ایک مرتبہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی دونوں بکریاں چرا رہے تھے۔ اچانک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا گھر آیا اور والدین سے کہنے لگا: میرے قریشی بھائی کو بچالو، وہ دوڑتے ہوئے آئے، آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ کا رنگ پھیکا پڑا ہوا تھا، دونوں نے

آپ کو گلے لگایا اور پوچھا کیا ہوا؟ آپ نے بتایا کہ دو آدمی آئے تھے جنہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ انہوں نے مجھے زمین پر لٹا لیا پھر میرا پیٹ (سینہ) پھاڑا۔ یہ سن کر دونوں ڈرے، اور فوراً آپ کو آپ کی والدہ کے پاس واپس لے آئے سیدہ آمنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا اتنی جلدی واپس کر رہے ہو حالانکہ تم دونوں اس کو اپنے پاس رکھنے پر بہت اصرار کرتے تھے۔ جب آپ کی والدہ نے اصل بات بتانے پر اصرار کیا تو حضرت حلیمہ اور ان کے خاوند نے بتایا کہ فلاں فلاں بات ہوئی ہے، یہ سن کر آپ کی والدہ بولیں کیا تم ان کے بارے میں شیطان سے ڈرتے ہو؟ خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں، شیطان کو ان پر قطعاً دسترس نہیں، میرے اس بیٹے کی شان عظیم ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا سینہ اقدس اس وقت بھی چاک کیا گیا جب آپ کی عمر دس سال تھی پھر بعثت مبارکہ کے وقت اور پھر معراج شریف کے وقت سینہ مبارک شق کیا گیا تاکہ آپ ﷺ کا ہر دور یعنی بچپن، بلوغ اور بعثت و اسرار کا دور ہر اعتبار سے مکمل اور آپ کے ساتھ مخصوص ہو جائے اور جو آپ کے شایان شان ہے اس کے مطابق ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر دور کے بعد ملنے والے کمالات کیلئے تیار ہو جائیں۔ وہ کمالات جن کی کوئی انتہا نہیں، لہٰذا یہ (چند مرتبہ سینہ شریف کا شق کیا جانا) اس بات کے منافی نہیں کہ آپ شروع سے ہی ظاہری اور باطنی حالات میں کامل و مکمل بنا کر دنیا میں بھیجے گئے۔

بادل کا سایہ کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ جب حضرت حلیمہ کے ہاں تشریف فرما تھے تو اس دوران آپ جب بکریوں کی طرف تشریف لے جاتے تو بادل آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ ٹھہرتے تو بادل بھی رک جاتا اور جب چلتے تو بادل بھی ساتھ ساتھ چلتا تھا۔

چاند سے باتیں کرنا:

نبی کریم ﷺ جب بچپن میں پنگھوڑے میں ہوتے تو چاند سے باتیں کیا کرتے

تھے اور اپنی انگلی سے جب اس کی طرف اشارہ کرتے تو جدھر انگلی اٹھتی ادھر ہی چاند پلٹ جاتا جب حضور نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں اس (چاند) سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا، وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور میں اس کی آواز سنتا تھا جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی پہلی گفتگو:

حضور نبی کریم ﷺ نے ولادت باسعادت کے ابتدائی دنوں میں گفتگو فرمائی۔ آپ کا پنگھوڑا فرشتوں کے ہلانے سے حرکت کرتا تھا۔ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب پہلی مرتبہ میں نے آپ کا دودھ چھڑایا تو آپ نے یہ الفاظ کہے:

اللہ اکبر کبیرا و الحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا

حضرت آمنہ کا وصال:

جب آپ کی عمر شریف چار برس ہوئی۔ بعض نے زیادہ کہی ہے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہوا جب وہ مدینہ منورہ سے واپس آ رہی تھیں۔ مدینہ منورہ اس لیے تشریف لے گئی تھیں تاکہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے ماموں سے ملاقات ہو جائے جو بنو نجار قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ راستہ میں جب ان کا انتقال ہوا تو وہیں ''فرع'' کے نزدیک ایک گاؤں ''ابواء'' میں انہیں دفن کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کو وہاں سے ''ام یمن'' واپس لائیں۔ جو آپ کی دائی، دودھ پلانے والی ماں اور تربیت کرنے والی ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ''ام یمن'' آپ کے والد کی میراث تھیں، یا آپ کی والدہ کی میراث تھیں۔ یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ھبہ کی تھیں اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ ''حجون'' میں مدفون ہوئیں اس کی بہت سی روایات گواہی دیتی ہیں۔

حضرت عبدالمطلب کا وصال:

جب نبی کریم ﷺ کی عمر پاک آٹھ سال ہوئی، اس سے کم و بیش بھی کہی گئی ہے تو آپ کے دادا عبدالمطلب ایک سو بیس سال یا ایک سو چالیس سال کی عمر میں انتقال کر

گئے۔ انہیں ''حجون'' میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی کفالت آپ کے چچا اور آپ کے والد عبداللہ کے جڑواں بھائی ابوطالب نے کی جس کی حضرت عبدالمطلب انہیں وصیت کر گئے تھے۔

پہلا سفر ملک شام اور بحیرا کا پہچاننا:

جب نبی کریم ﷺ کی عمر بارہ سال ہوئی تو آپ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے حتی کہ جب آپ ''بصریٰ'' پہنچے تو آپ کو بحیرا راہب نے پہچان لیا۔ اس نے لوگوں کو آپ کی صفات، آپ کی نبوت کی صفات، رسالت اور ختم نبوت کے بارے میں بتایا۔ نبوت کی مہر آپ کے کندھوں کے درمیان تھی۔ وہ آپ پر ایمان لے آیا۔ پھر اس نے آپ کے چچا ابوطالب کو قسم دلائی کہ وہ آپ کو واپس لے جائے کیونکہ آپ کے بارے میں اسے یہود سے خطرہ تھا جب سات یہودی آپ کو شہید کرنے کیلئے آگے بڑھے تو بحیرا ان کے سامنے رکاوٹ بن گیا۔ یہودیوں نے اسے بتایا کہ ہمارے ساتھی ہمارے یہودی ہر راستہ میں گھات لگائے بیٹھے ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ اس مہینہ میں تشریف لائیں گے۔

بحیرا نے جو کرامات دیکھیں، ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ایک سفید رنگ کا بادل آپ پر سایہ فگن رہتا اور جب آپ ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے تو اس کی ٹہنیوں نے جھک کر آداب بجا لایا۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بیس برس کی ہوئی تو آپ دوسری مرتبہ شام کی طرف تجارت کی غرض سے تشریف لائے اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بحیرہ کو انہوں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کون ہیں؟ کہنے لگا: اللہ کی قسم! آپ نبی ہیں، جب پچیس برس کی عمر ہوئی، آپ پھر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مرتبہ حضرت خدیجہ کیلئے سامان تجارت خریدنے تشریف لائے تھے اور آپ کے ساتھ اس مرتبہ حضرت خدیجہ کا غلام ''میسرہ'' تھا۔ اس نے دو فرشتوں کو دیکھا جو آپ کو سورج کی

دھوپ سے بچانے کیلئے سایہ کیے ہوئے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس بات کا آپ کی واپسی پر نظارہ کیا۔ اس سفر سے واپس آجانے کے تقریباً تین ماہ بعد آپ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوگئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ اس نے آپ سے شادی کی خود پیشکش کی تھی۔

جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس کی ہوئی تو قریش نے کعبہ کی تعمیر جدید کی۔ نبی کریم ﷺ ہی کی وہ شخصیت تھی جس نے حجر اسود کو دوبارہ اس کی جگہ رکھا، پھر جب آپ چالیس برس کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر تمام مخلوق کی طرف رسول بنایا۔

صلی اللہ علیہ وسلم و بارک علیہ و علی آلہ و اصحابہ و تابعیھم افضل صلوۃ و سلام و افضل برکۃ عدد معلومات اللہ و مداد کلمات اللہ ابد الابدین و دھر ا الدھرین ...... والحمد للہ رب العالمین

☆☆☆